بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ ھٰذَا ذِکْرٌ مُّبٰرَکٌ وَّ دَعْوَتُ الْحَقِّ لِلنَّاسِ وَرَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ

دَعْوَتِ نُبُوَّت

لَا رَیْبَ فِیْہِ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو روحانی سلسلہ کا شرف بخشکر الہام و وحی کے ذریعہ اپنی معرفت کا علم دیا تاکہ اُس کے بندے اُسکی شناخت کا علم حاصل کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ اپنے بندوں کو اپنے زیر تعلیم رکھا جائے کیونکہ بجز اُسکی تعلیم کے اُس کا بندہ اپنے پیدا کنندہ کی شناخت نہیں کر سکتا چنانچہ اسواسطے بنی آدم کیواسطے اول ہی وحی الہام نازل ہو کر روحانی سلسلہ نبوت کا قائم کیا گیا اور بنی آدم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہماری طرف سے جب تمہارے پاس ہدایت آئے اُس کو مان لیا کرو اور اس کے اوپر کاربند رہ کر اُس پر چلتے رہو اور دوسرے لفظوں میں بنی آدم کیواسطے اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک اعلان ہو چکا ہے کہ جب کبھی میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آجائے اُس کے انکار سے بچو اور اس پر ایمان لاکر فرمانبرداری کرتے رہو لیکن اس ہدایت کا نازل ہونا اس طرز طریق پر مصلحت ابہر قرار پایا ہے اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے جو ہدایت آئیگی کسی راستباز کے ذریعہ بھیجی جائیگی اور ہمیشہ کیلئے بنی آدم کیواسطے اللہ تعالیٰ کیطرف سے تعلیم نازل ہوا کریگی۔ یعنی اُس تعلیم کے ساتھ ہی ایک اتالیق کے طور ساتھ آتا رہیگا۔ لیکن ہدایت مجوزہ حسب ضرورت زمانہ بندگان کیواسطے آسکتی ہے لیکن اُس تعلیم کی اشاعت و سمجھانے کے واسطے اللہ تعالیٰ کیطرف سے راستباز ضرور آتے رہیں گے۔ پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ قبل از نازل ہونے تعلیم الٰہی کے یہ امر مصلحتاً مستقل و مسلم طور تاکیداً اول ہی نازل ہو چکا تھا۔ کہ اس کو ضرور مان لینا ہوگا یعنی جو راستباز ساتھ آوے اُس پر اُسکی راستبازی پر ایمان لانا ہوگا۔ در اصل اس ابتدائی اعلان سے اللہ تعالیٰ کیغرض یہ ہی ہے کہ وقت پر انکار نہ کیا جائے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ اگر اسکے بندے انکار کے پیچھے نہ آجائیں فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ اور یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے جو اس پر ایمان لاویں گے وہ نجات پائینگے۔ اور جو جھٹلاویں گے ان کو ہمیشہ کے لئے آگ میں جھونکیں

دیا جائیگا اور وہ رحمت الٰہی سے دور پھینک دیئے جائینگے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے
رسالت نبوت کا سلسلہ بنی آدم کی تعلیم کے واسطے جاری کر رکھا ہے اور آنیوالے کے لیئے اُس کی
سچائی و صداقت کے واسطے یہ امر بھی قرار پا چکا ہے کہ بعد میں آنیوالا پہلوں کے اور پہلا پچھلے
اور ابتدائی کتابوں پر ایمان لاکر اپنی شہادت کی صداقت پیش کریگا۔ یعنی پہلے انبیاء و کتابوں
پر ایمان لاکر اپنا منجانب اللہ ہونا اپنے دعوے کی شہادت و صداقت پیش کریگا اور اس پہلے
اعلان سے جس کا ذکر ہو چکا ہے اس سے یہی مفہوم پایا جاتا ہے کہ یہ سلسلہ وحی و الہام رسالت
و نبوت کا ابتداء سے تا اخیر دنیا تک مسلسل جاری چلتا رہیگا اور کبھی اس کو اللہ تعالیٰ کیطرف سے
کوئی روک نہ ہوگی غرضکہ اپنے بندوں کی تعلیم کیواسطے یہ سلسلہ رسالت نبوت کا ہمیشہ کے لئے جاری
کر رکھا ہے اور دراصل مطلب و مقصد آیت کا یہی پایا جاتا ہے کہ جبتک دنیا آباد رہیگی یعنی
جبتک اُس کے بندے فرشِ زمین پر آباد رہیں گے یہ سلسلہ رسالت نبوت وحی و الہام کا بھی بدستور
چلتا رہیگا چنانچہ اس میں شہادت و صداقت اس امر کو تصدیق کرتی ہے کہ بکثرت راستباز اللہ تعالیٰ
کیطرف سے زمین پر مبعوث ہوتے رہے اور مخالفت بھی برابر ہوتی رہی بعض کتب ہائے الہامی بھی
نازل ہوتی رہیں اور انبیاء کا سلسلہ بھی متواتر اللہ تعالیٰ کیطرف سے جاری ہوتا رہا اور انبیاءؑ
اللہ تعالیٰ کیطرف سے آتے رہے چنانچہ سب کی تکذیب ہوتی رہی۔ مخالفین انبیاء سے نشانات طلب
کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے راستبازوں کی تکذیب کرتے رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر محض ناراضگی
کے پتھروں کی بارش کی اور بعضوں کو بھی آندھی سے اُڑا دیا گیا اور طوفان سے بھی ہلاک کیئے گئے غرضیکہ
طرح طرح کے عذاب سے مخالفین کو سزا دیجاتی رہی اور یا منکرین غضب کے نیچے مارے گئے چنانچہ انبیاءؑ
کا برابر انکار ہوتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ نبوت کو برابر قائم رکھا پھر باوجودیکہ منکرین
انبیاء کو دکھ دیتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کو برابر قائم رکھا اور جس کے بندے جب
اللہ تعالیٰ کیطرف سے غافل و سست ہو جاتے ہیں اپنے راستبازوں کو بھیجکر جگا تا رہتا ہے اور نبوت
کی جب کبھی ضرورت ہو جاتی ہے عقیدہ نبوت کا دل سے مفقود ہو کر غفلت کے سبب گمراہ ہو کر
تب گان خدا تاریکی میں گر جاتے ہیں چنانچہ دعوی نبوت کی صداقت و شہادت کیواسطے اپنی طرف
سے یہی معیار بطور نص پیش کی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم جب پہلی کتابوں پر اور انبیاء پر ایمان
لاتے ہیں اور تمام پہلے سلسلہ انبیاء کو تصدیق کرتے ہیں پھر اس پر کیوں انکار کیا جاتا ہے آیت بقر منقولہ
وآمنوا بما انزلت مصدقاً لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا
قلیلا وایای فاتقون۔ یعنی آئندہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صداقت دعوی نبوت کی ایک
معیار [illegible] ہے جو ... کہ نبوت اللہ تعالیٰ کیطرف سے آتی ہو اس کے دعوی کی صداقت ہے کہ اپنے

دعویٰ نبوت میں وہ راستباز مستجاب الہام سمجھا جائیگا۔ غرض یہ ہے کہ اس کو پہلے انبیاء و کتابوں کے اوپر ایمان
لانا ضروری ہوگا اور نہ کسی ایک نبی میں فرق سمجھا جائیگا غرضکہ جو مدعی نبوت ہوگا اس کیلئے پہلی تمام ان
انبیاء پر ایمان لانا شہادت و صداقت سمجھی جائیگی پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ تمام انبیاء پر ایمان
لاتا ہے اور توریت۔ انجیل۔ زبور وغیرہ صحیفوں پر ایمان لاتا ہے اور تمام حالات و طرز و روش جو
پہلی جماعت انبیاء کے مطابق ثابت ہو چکی ہے پھر کیوں اس پر جو ایمان نہیں لاتے اور اول ہی کیوں کافر
ہوتے ہیں در اصل یہود و نصاریٰ نے بلا پڑتال آنحضرت کا انکار کر دیا اور تکذیب کرنی شروع کر دی
در اصل یہود و نصاریٰ صداقت حق سے پہلے ہی بگڑ چکے تھے اور اپنے اپنے دل کی خواہشات کیمطابق
چلتے تھے اس لئے تمام مذاہب والوں کو حق پسند نہ تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حق
پیش کیا تھا اگر اس پر ایمان لے آتے تو انکی ناپاک تجارتوں میں بہت نقصان پہنچتا تھا۔ یہودی
عیسائی مولوی شریعت کایم نہ رہے تھے صرف وہ اپنے نفس باطل کے گرویدہ ہو رہے تھے اسواسطے
اللہ تعالےٰ ان سب کو خطاب کرتا ہے جب یہ بھی صداقت محمد رسول اللہ کی پیش کیگئی ہے تو پھر
اول ہی کیوں کافر ہوتے ہو اور کم قیمت پر میری آیتوں کو مت بیچو۔ خوف کا مقام ہے جو آدمی
اس کے انبیاء پر ایمان لاتا ہے اس کا اجر اللہ تعالےٰ سے پاتا ہے اور جو دنیا میں بیکار رہتا ہے اور جو حرص
طالب نام و نیم ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء پر ایمان لانے میں گریز کرتا ہے اور گھبراتا ہے کیونکہ اس
کو دنیا بہت عزیز ہوتی ہے اسلئے اس طرف سے دل کو ہٹانا اس کے لئے نہایت دشوار و زہر قاتل
ہوتا ہے چنانچہ ایسے لوگ پاک سلسلہ نبوت سے دور کی دور پھرتے ہیں اصل مقصد و مطلب یہ ہوتا
ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے اندر سے ہوتے ہیں یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار کیا اور
اس کے صلیب دے جانیکا فتویٰ دیدیا لیکن حضرت مسیح ؑ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق بچا
لیا اور حضرت مسیح صلیب سے بچکر صحیح وسلامت ہو کر سرینگر کشمیر ملک پنجاب و ہندوستان میں آکر اشاعت
کرتا رہا۔ آخر عمر میں رحلت کر کے اللہ تعالیٰ کیطرف چلا گیا۔ اس کا ثبوت سرینگر کشمیر میں قبر موجود ہے
پھر یہودیوں و عیسائیوں نے حضرت محمد رسول اللہ کا انکار کیا اگرچہ یہودی و عیسائی توریت میں آنحضرت
کی پیشگوئی [illegible] سے مطالعہ کرتے رہے تھے لیکن وقت پر انکار کر دیا اور اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ
کی رحلت کے بعد اہل اسلام کا عقیدہ ظہور نبوت آئندہ کیلئے خود بخود [illegible] ہو گیا ہے کہ اب کوئی
نبی نہیں آئیگا محمد خاتم النبیین آچکا ہے چنانچہ اہل اسلام عدم نبوت عقیدہ [illegible] تبعین کے لئے
پیش کرتے ہیں [illegible] ہے پ ۲۲ سورہ احزاب (ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین الخ۔ اس آیت میں اہل اسلام نے یہ بھی مفہوم لیا ہے کہ نبوت کا
خاتمہ ہو چکا ہے جس [illegible] ترقی بند ہو چکا ہے آئندہ [illegible] حضرت [illegible]

تمام جہان کیواسطے آیا ہے اسواسطے نبی کی کوئی ضرورت نہیں جاتا کہ پ۲۲ اس سورت میں ذکر ہے۔
حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زینب سے نکاح ہوکر اس کے خاتمہ پر خاتم النبیین کی بشارت دیگئی
ہے اس پر ذکر کیا جاتا ہے تمام لوگ زید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا متبنیٰ خیال کرتے تھے جب زید نے
تنگ آکر خود بخود زینب کو طلاق دیدیا تب آنحضرت کیساتھ زینب کا نکاح ہوگیا اس پر مخالفین
طعن کرتے تھے اگر یہ شخص اللہ کا رسول ہوتا تو زید جو آپ کا متبنیٰ تھا اسکی بیوی زینب سے نکاح نہ کرتا۔
اس پر یہ آیت اللہ تعالیٰ کیطرف سے نازل ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دیگئی محمد
کسی کا تم میں سے کسی کا باپ نہیں ہے یہ اللہ کا رسول ہے اور اس آیت خاتم النبیین کی بشارت
سے یہی مفہوم ہے کہ یہ اللہ کا رسول ہے پہلی نبوتوں کی تصدیق کرتا ہے اور آئندہ خاتم النبیین کی بشارت
دیتا ہے کہ اسکی مہر سے آئندہ نبی ہوا کرینگے اور غرض یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے نیچے چلکر آئندہ نبی
ہوا کرینگے اور دوسرے لفظوں میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ رسول آئندہ ترقی کا دروازہ بند شدہ کھولتا
ہے اور اس آیت خاتم النبیین کی بشارت سے پہلے سے بھی مزید تر صداقت دعویٰ نبوت کی ثابت ہوتی
ہے اور مخالفین کا اعتراض رفع دفع ہوکر مثل روشن آفتاب کے اس رسول کا دعوئے صداقت تک
بکار مخالفین کے بہتان کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا اصل منشا یہی ہے کہ مخالفین کا اعتراض جو محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گیا ہے سراسر غلط ہے اور بروئے قول و مفہوم اہل اسلام اگر خاتم النبیین کا یہ مطلب
لیا جائے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا خاتمہ ہوکر دروازہ ترقی بند ہوچکا ہے تو آنحضرت
کے اوپر ایک بھاری اعتراض ہوتا ہے جو غلط ہے یہ تو مخالفین کے اعتراض کرنے پر اللہ تعالیٰ نے جو
خوشخبری دیدی ہے کہ یہ اللہ کا رسول ہے کسی کا تم میں سے باپ نہیں ہے بلکہ خاتم النبیین ہے جس کے
مہر سے آئندہ نبی ہوا کرینگے۔ ہمارے علما اہل اسلام حضرت مسیح کو جو مرکر داخل فردوس ہوچکا ہے اس
کو زندہ واللہ تعالیٰ کی دہنی طرف آسمان پر بٹھاتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو مدینہ کی قبر میں دفن کرکے اس کی ترقی کا دروازہ بند کرنا بیان کرتے ہیں حالانکہ عیسائی مذہب دنیا میں
مردہ کی مثل نمونہ دکھلا رہا ہے آپ حضرات علمار اہل اسلام عیسائی عقیدہ کی پیروی کرکے تائید کرتے ہیں کہ مسیح
علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہے اور محمد رسول اللہ مدینہ میں مدفون ہے اور خاتم النبیین کے مفہوم
سے حضرات علمار اہل اسلام اپنے خیال میں اسلام کو دنیا کے آگے مردہ پیش کرتے ہیں علمار اہل اسلام اپنے غلط
خیال سے اسلام کی تائید کررہے ہیں لیکن اپنی غلط فہمی سے اسلام کو مردہ پیش کرتے ہیں یہ اندرونی
دشمن اسلام کے مدت سے دنیا کے آگے یہ ہی پیش کررہے ہیں سو اللہ تعالیٰ ہمارے اہل اسلام کو اپنی
جناب سے صحیح فہم عطا کرے تاکہ دل و جان سے یہ اسلام کے حامی ہو جائیں واضح کیا جاتا ہے کہ
جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے لئے نبی کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت حسب ضرورت

نبوت کی منکر ہو رہی تھیں اور جو قوم عقیدہ نبوت کی منکر ہو جاتی ہے وہ ضرور اللہ سے دور افتادہ و
منکر ہو جاتی ہے اہل اسلام کے اس انکار عقیدۂ نبوت سے قرآن کریم کے اوپر ایک بہت بھاری دھبہ لگتا ہے کہ قرآن
کریم بھی مثل دوسری کتابوں کے ترقی دینے سے رہ چکا ہے لیکن اہل اسلام نے ابتک اس نکتہ باریک کو نہیں سمجھا
صرف محض سنائی لکیر پر چل رہے ہیں دراصل علما اہل اسلام ضد کر رہے ہیں اور اللہ کے ایک خاص حکم پر حملہ کر
رہے ہیں اور اللہ کی ایک خاص گستاخی کر رہے ہیں پھر اللہ فرماتا ہے ہم متقیوں کو امام بنایا چاہتے ہیں اور قرآن
کریم میں اللہ نے یہی تعلیم پیش کی ہے اور اس سے اور بھی مفہوم یہ ہے بڑے بڑے مقربین کے اوپر امامت
مرتبہ اللہ بخشدیتا ہے دراصل نبی کو اللہ تمام دنیا کے اوپر فضیلت دیکر امامت بخشتا ہے لیکن اس آیت پر
غور نہیں کیا گیا اللہ متقیوں کی جماعت سے جسکو چاہتا ہے انتخاب کرتا ہے اور امامت کے مرتبہ پر رسالت کا کام
اس کے سپرد کر دیتا ہے دوسرے لفظوں میں بشیر و نذیر نبی رسول کے نام سے شرف بخشتا ہے غرضکہ یہ
سب انکی صفاتی اسمائی ہیں چنانچہ قرآن کریم میں برائے آئندہ ثبوت نبوت موجود ہے پھر خاتم النبیین کے
بالمقابل ایک آیت پیش کیجاتی ہے بل جاء بالحق وصدق المرسلون مطلب یہ ہے کہ یہ رسول نبوتوں کی
تصدیق کرنیکو آیا ہے اور بروئے بشارت خاتم النبیین آئندہ کے لئے ترقی و ثبوت کا دروازہ کھولا
ہے چنانچہ کسی وقت تک کیلئے سلسلہ نبوت کو قیامت تک روک نہیں ہے سورہ آل عمران میں ثبوت نبوت کے
واسطے آیت موجود ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتٰب وحکمۃ ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذٰلکم اصری
قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشٰہدین فمن تولی بعد ذٰلک فاولٰئک ہم الفٰسقون
اللہ فرماتا ہے نبیوں سے اقرار لیا ہے کہ جب تمہارے پاس اگر رسول آجاوے وہ پہلی کتابوں کی جو تمہارے پاس
ہیں تصدیق کرنے لائق ہے تم اس پر ایمان لے آؤ اور اسکی مدد کرو اور جو اس عہد سے پھر جائیگا وہ
فاسقوں میں شمار کیا جائیگا میں بھی گواہ ہوں اور تم بھی اسپر گواہ رہو اور اس آیت میں ایک راز
یہ ہے کہ یہ آیت تمام انبیاء کے ثبوت دعوی کیواسطے نہایت مضبوط ہے علما اہل اسلام کا عقیدہ ہے یہ آیت
نبی کریم کے شان میں ہے اس آیت میں صرف جماعت انبیا کا ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کے اوپر بھی ضرور ایمان
لاوے پھر جبکہ نبی کریم کے حق میں بھی یہ آیت ہے تو اس حکم میں آپ بھی شامل ہیں آنحضرت کا کسی نبی پر ایمان
لانا ضروری ہی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے اگر آپکے زمانہ کوئی سچا رسول نبی آتا اور کیواسطے آجاتا تو آپ ضرور اسکو
مان لیتے اور اس پر ایمان لے آتے اور قرآن کریم پر تمام اجتماع امت کا ایمان ہے پھر جبکہ اس آیت پر
سب کو ایمان ہے تو اس آیت سے امت کو کیا فائدہ ہوا قرآن کریم میں تو امت کیطرف سے تعلیم دیگئی
ہے اگر آنیوالے پر امت نے ایمان نہیں لانا تھا یعنی کسی نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی
تو اس آیت سے اللہ تعالی کے بندوں کو کیا فائدہ ہے اسوقت امت محمدیہ کے اور گروہ کو اس آیت کی
کی کوئی ضرورت نہیں رہی جبکہ اور بھی آیات جو آمد نبوت کے بارہ میں ہیں اسپر کسی کا ایمان لانا کیا

ضرورت نہیں پھر روزمرہ کے مطالعہ سے ہمکو کیا نتیجہ حاصل ہے دراصل قرآن کریم کے مطالعہ سے یہی
فائدہ ہے کہ قرآن کریم میں جو احکام ہیں انکی تعمیل و تکمیل کیجائے تاکہ ہم قرآن کریم کی تعلیم
سے فیوض حاصل کرتے رہیں اور اگر کسی آیت کی کسی کام کیواسطے ضرورت نہیں رہی اسوقت
مسلمانوں کو ورد و وظائف کیلئے کیا نتیجہ حاصل ہے دراصل قرآن کریم تو صرف تعلیم احکام الہی کے
واسطے دنیا کیطرف بھیجا گیا ہے کہ صرف معمولی وظائف و ورد کیواسطے اہل اسلام نے یہی قرآن
کریم کی تعلیم سے حاصل کیا ہے کہ قرآن کریم کو مطالعہ کرکے وظائف ورد ہوتا ہے دیکھو قرآن کریم تو ہر شخص
کے خاص ایک تعلیم اپنے بندوں کیواسطے بھیجی ہے جس سے پہلے لوگ کچھ انکار کر چکے اور کچھ فائدہ اٹھا
چکے ہیں پھر آنیوالی نسلوں کیواسطے قرآن کریم ایک تازہ بتازہ تعلیم موجود ہے کہ قیامت تک بندگان خدا
اس تعلیم کا مطالعہ کرکے تعمیل احکام الہی سے فیوض اٹھاتے رہیں اللہ کی درگاہ میں مقربین کا مرتبہ
پاتے رہیں آیت اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم اس راہ کی درخواست
ہو اللہ واکرو جس راہ پر انعام یافتوں نے قدم مار کر اللہ کی درگاہ میں قبول ہو کر انعام کیلئے انتخاب
ہوکر نبوت تک پہنچ گئے ہماری اہل اسلام اس پر اعتراض کرتے ہیں ہر ایک آدمی کیوں نبی نہیں ہو سکتا
پھر کیسے ہیں صحابہ جو اول نمبر فرمانبرداری میں ثابت ہوئے وہ کیوں نہ اس مرتبہ نبوت تک پہونچے کیونکہ
صحابہ کا زمانہ رسول صلعم کی قرابت کا تھا وہ نور جو محمد رسول اللہ لایا انکے دلوں میں جلوہ گر
تھا۔ کم از کم عرب میں بجز لا الہ الا اللہ کے نام لیوا نہ رہا تھا دوسرا یہ ہے محمد رسول اللہ کا نور آفتاب کی شکل دلوں
میں روشن تھی یعنی کوئی ضرورت نہ تھی بت تک سے دور دور پھینک دیئے اور دور دور تک اسلامی نور نے
صفائی کردی آپکی رحلت کے بعد نبوت کی کوئی ضرورت نہ تھی جب اسلامی فرقوں سے کم ہونے لگا تب
مجددین کا زمانہ شروع ہو گیا اسلئے اللہ تعالی تمام علوم ظاہری و باطنی سے واقف ہے وہ حسب ضرورت
دنیا کی حالت کے مطابق اپنی طرف سے کوئی راستباز اصلاح کیواسطے مامور کردیتا ہے کسی نبی کا مامور کرنا
سوائے اللہ کا کام ہے انسان تو خود عالم الغیب نہیں ہے اور اللہ ہر وقت عالم الغیب ہے سو وہ انسانی حالت
کو دیکھتا ہے اور دلوں کو دیکھتا ہے اسلئے وہ حسب ضرورت زمانہ دنیا کی حالت کو دیکھکر اپنی طرف سے کسی
نبی کو مبعوث کر دیتا ہے فعل حکیم فضول نہیں ہوتا بلکہ سراسر حکمت پر مبنی ہوتا ہے ایک آدمی جو روحانی علوم
وحی و الہام سے محروم ہے وہ اللہ تعالی کے کام میں کیوں دخل دیتا ہے اسلئے نبی کا مامور کرنا اسی کا کام
ہے جو غیب دان ہے اللہ [illegible] کسی اپنے بندے کو مامور کرتا ہے جس کو وہ خود مناسب سمجھتا ہے یہ اللہ تعالی کیطرف سے
یہ ایک خاص علم ہے جس میں کسی بشر کو ہرگز دخل نہیں ہے آیت و اذ اخذ اللہ [illegible] ظاہر ہے
کہ نبی ہر نبی کا ایمان لانا ضروری ہے پھر عام طبقہ کے لوگ کیونکر اس انکار سے بچ سکتے ہیں اللہ تعالی کی
[illegible] محروم ہے وہ اس فضیلت سے دور رہ [illegible]
[illegible] قیامت کے دن وہ انکار کے جرم میں [illegible]

والبتہ یہ ہوتا ہے جس کے اندر کچھ شیطنت ہوتی ہے وہ اسوقت ظاہر ہو جاتی ہے اللہ کا رسول فسق و فجور سے آئینہ
کی مثل صاف و شفاف ہوتا ہے خواہ کسیقدر اُسکے ساتھ ظاہرداری سے پیش آوے لیکن وہ اللہ کے حکم کی کبھی
بھی خلاف نہیں کرنا چاہتا اور نہ وہ بڑے سے بڑے مخالفین سے ڈرتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ ہاں میں ہاں ملاتا
ہے بلکہ وہ ہمیشہ اللہ کے حکموں کی تعمیل و تکمیل کیواسطے بلا روک ٹوک اُسی وقت بھی لگا رہتا ہے اگرچہ کامیابی اللہ
کے حکم میں ہوتی ہے لیکن اللہ کا رسول توکل الی اللہ ہوتا ہے اور مثل اونچی سے اونچی بلندیوں کی چوٹی پر
پہونچنے کیلئے اپنا استقلال دکھلاتا ہے اور وہ کسی زبردست سے زبردست مخالف کے سامنے وہ کبھی پریشان نہیں
ہوتا بلکہ دن بدن اپنے اندر سے نور معرفت کا جوش دکھلاتا ہے اور نبی کی یہی ایک بڑی صداقت و شہادت
ہے کہ لاکھوں شریروں کے مقابلہ میں اپنا کئی حصہ بڑھکر حوصلہ دکھلاتا ہے سو اسوقت اس زمانہ کے نبی میں
یہ اوصاف موجود ہیں اور نبی حسد و بغض سے بالکل پاک و صاف ہوتا ہے وہ اپنے اندر سے یہی چاہتا
ہے کسی طرح بندگان خدا اللہ تعالی کی احکام کو مان جائیں اور بچ جائیں اور اصل سبب اسکا یہ ہوتا ہے کہ اللہ
اپنے پاک وحی کے ذریعہ نبی کو تسلی بخشتا رہتا ہے بیشک نبی ایک بشر ہوتا ہے لیکن بار بار اللہ کیطرف سے
نبی کو تسلی دیجاتی ہے وہ کسیوقت بھی گرتا نہیں اور نہ کسی مخالفت کے میدان میں گھبراتا ہے اور نہ وہ پریشان
ہوتا ہے اور نیز دعوی رسالت اللہ کیطرف سے عین وقت یعنی ضرورت زمانہ پر ہوتا ہے اور حاذق طبیب
مرض مریض کو دوائی دیتا ہے کیونکہ فعل حکیم اپنے اندر ایک حکمت رکھتا ہے اسیطرح اللہ تعالی جو اپنے فعل میں
کامل حکیم ہے وقت ضرورت پر نبی کو اپنی طرف سے دنیا کیطرف بھیجتا ہے اسلئے دعوی رسالت کیوقت
بیشک اہل فراست کو سوچ لینا چاہئے اسوقت دنیا کیلئے رسالت نبوت کی ضرورت ہے یا نہیں پھر جبکہ
اسوقت ہر مذہب کے پیشرو خاص اپنی اصلی حالت سے گر کر گمراہی کی تاریکی میں پہونچ گئے ہیں پھر کیونکر نبی
کی ضرورت نہیں ہو اور نہ زمانہ سلف اور زمانہ حال میں بھی اہل بصیرت کو وزن کر لینا چاہئے کہ بالکل
زمانہ سلف کے اب نبوت کی ضرورت ہے یا نہیں پھر جب زمانہ حال کی حالت کو بے انصاف مشاہدہ
کیا جاتا ہے تو اسوقت دنیا کسی مصلح کی اللہ کیطرف سے منتظر نظر آتی ہے کیونکہ مختصر یہ ہے کہ ہر ایک قسم
کی گمراہی پھیل رہی ہے اور بلحاظ نزول رسالت سلف کے اسوقت بھی رسالت الٰہی کی ضرورت ہے یا نہیں
دیکھو حق و باطل میں کوئی کچھ بھی مابہ الامتیاز نہیں ہاں اس حالت کو حق کی معیار کے اوپر ملا کر پرکھ لیا جاوے
تو صاف طور پتہ لگ سکتا ہے لیکن ہر مذہب و ملت کے لوگ اب حق کیطرف کچھ بھی امید دل خاطر نہیں رکھتے
اسواسطے ہر ایک آدمی اندھیرے میں اور گمراہی میں گرفتار ہے اسواسطے حق و باطل میں کچھ فیصلہ نہیں
ہوسکتا۔ اب باوجود اسقدر سمجھانے کے بھی لوگ اسطرف توجہ نہ کرینگے تو وہ کسطرح حق پا سکتے ہیں۔ اگر
اسوقت ہر مذہب ملت کے لوگ اپنی توجہ خاص سے اس دعوی و ضرورت کی پڑتال و غور نہ کرینگے
یہ حق کا قصور نہیں ہے جو اہل فراست اپنے پاس بصیرت رکھتا ہے وہ ضرور اس مقام تک پہونچ سکتا
ہے اور جو لوگ بباعث شرارت و نابرداری و تکبر و نخوت توجہ نہ کرینگے وہ بے اللہ کے نزدیک مجرم مستوجب

سزا ٹھیرینگے چنانچہ منکرین کا حال الہامی کتابوں میں برابر بھرا پڑا ہے اور جو بلا چون و چرا انکار کردینگے
وہ پہلے ہی ضرور حق سے دور افتادہ ہیں وہ ضرور مجرم قرار دیئے جائینگے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تو اپنی قرب
میں جگہ دینے کیواسطے اور قبول کرنے کیواسطے یہ رسالت کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے چنانچہ بجز اسکے کوئی
آدمی براہ راست اللہ تعالیٰ تک ہرگز نہیں پہونچ سکتا اور جب کبھی بندگان خدا گمراہی و تاریکی میں گر جاتے
ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ اپنے راستبازوں کے ذریعہ دنیا کو بیدار کرکے اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ بندگان خدا
اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور نہ رہیں سو اللہ تعالیٰ نے یہی ایک ذریعہ انسان کے تزکیہ نفس کیواسطے اپنی طرف سے
مقرر کر رکھا ہے چنانچہ قیامت تک یہ سلسلہ رسالت نبوت چلتا رہیگا اور جب کبھی ضلالت کا دور آجاتا ہے
اسوقت دنیا شوخ و بیباک ہوکر حق اللہ اور حق العباد میں مابہ الامتیاز میں کچھ بھی تمیز نہیں کرتے اس
وقت اللہ تعالیٰ کیطرف سے اسکی صفت رحیمیت تقاضا کرتی ہے تب اسوقت حسب ضرورت زمانہ اللہ تعالیٰ
کیطرف سے کوئی راستباز مصلح کا لباس پہنکر دنیا کیطرف بھیجا جاتا ہے قبل از نزول سلسلہ
رسالت جرائم کی کثرت ہوتی ہے اور جرائم کی کثرت کیطرف رخ ہوتا ہے پھر زمانہ رسالت نبوت کے
وقت خود بخود دنیا کا رنگ بدل جاتا ہے یعنی گمراہی سے ہدایت کیطرف رخ بدل جاتا ہے۔
اس کے بعد دنیا کا اولٹ پلٹ ہوکر انقلاب ہوجاتا ہے اور باوجودیکہ ایک لاکھ کئی ہزار رسول
اللہ تعالیٰ کیطرف سے دنیا کیطرف بھیجے گئے انکے ساتھ مخالفت بھی ہوتی رہی اور انکو دکھ بھی دیئے گئے
تاہم بھی یہ مقدس سلسلہ رسالت نبوت کا بند نہ ہوا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو نصرت بھی دیتا ہے اور
مخالفین کو ذلت کرتا رہتا ہے تاہم بندگان خدا نے حق کیطرف کچھ بھی توجہ نہیں کی اللہ تعالیٰ نے بار بار
قرآن کریم میں دنیا کے حالات دوہرائے ہیں اور بہتو سے بہتر مثالیں بیان کر کر سمجھاتا ہے کہ کسیطرح
مخالفت سے بچکر نجات پا جائیں پھر اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور اطلاع بھی دی ہے جو قیامت کے دن
اپنے بندوں کو سوال کریگا الم یاتکم رسل منکم جواب دینگے قالو بلیٰ یعنی کیا تمہارے
پاس ہماری طرف سے رسول نہیں آئے جواب دینگے رسول تو آتے رہے مگر شامت اعمال سے انکار
کردیا اسوقت حکم ہوگا انکو جہنم میں داخل کردیا جائے اسوقت بڑے سے بڑے مخالفین جو منکر نبوت
ہورہے ہیں وہ اسوقت حسرت سے جو دوزخ جہنم میں جا داخل ہونگے وہ کہتے جائینگے یقول الکفر
یا لیتنی کنت ترابا لیکن اسوقت عقیدہ نبوت سے ہٹ کر جو مذاہب بھی لوگ منکر ہیں یعنی یہودی۔
عیسائی آریہ سناتن دھرم۔ ہندو مذہب بھی غلطیہ نبوت کے منکر ہیں سب یہی کہتے ہیں ہمارے
پاس وید گیتا انجیل ایک ایک کتاب ہدایت کیواسطے موجود ہے اسلئے اب ہمکو کسی نبی کی ضرورت ہے
اور نہ کسی کتاب کی اب ضرورت ہے لیکن بعض مذہب کئی کئی قرنوں سے نبیوں کے منکر ہوگئے ہیں
وہ کہتے ہیں پہلی پہلی دنیا آگئی یہ وید مقدس اللہ تعالیٰ کیطرف سے نازل ہوئی اب وہی تمام دنیا
کیواسطے کافی ہیں اور یہ بھی مشہور کیا گیا ہے کہ اگرچہ سارے دنیا جلائے یہ وید مقدس اللہ تعالیٰ کیطرف سے الہامی

کا دروازہ بند ہو چکا ہے لیکن اسوقت صرف قرآن کریم ہی دعویدار ہے کہ اللہ تعالیٰ برابر اپنے بندے
سے کلام کرتا ہے اور اسلام میں ہی الہام وحی کے دعویدار ہوتے ہیں یہ عاجز بھی صاحب الہام ہے
چنانچہ صاف طور ثابت ہوتا ہے اب اللہ تعالیٰ اسلام پر چلنے والوں سے کلام کرتا ہے اور ثابت
ہوتا ہے کسی مذہب میں نور نہیں رہا اب صرف اسلام میں نور موجود ہے کئی قرن گذر گئے بجز اسلام
کے جسقدر مذاہب ہیں کوئی مصلح تجدید کیواسطے اللہ کیطرف سے نہیں آتا غرضکہ ان کتابوں کی اللہ تعالیٰ
تجدید کرنا پسند نہیں کرتا کیونکہ دنیا کو ان کتابوں کی ضرورت نہیں رہی اسواسطے اللہ تعالیٰ ان کتابوں
کی تجدید نہیں کرتا حضرت محمد رسول اللہؐ کے بعد تجدید دین اسلام کیواسطے مجدد آتے رہے اور بجز مجددوں
کے اور بھی مقربین و اولیا کرام اللہ کیطرف سے تجدید دین کیواسطے آتے رہے یہ ہی دنیا کی رہنمائی
کرتے رہے چنانچہ جسقدر الہامی کتب ہائے دعویدار ہیں کسی ایک ہی انسان کے دل پر حفظ نہیں
ہیں لیکن اسلام میں اسوقت لاکھوں سے زیادہ تعداد حافظوں کی ہوگی جنکے یہ کتاب قرآن کریم حفظ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
کیطرف سے پیشگوئی ہے انا له لحافظون اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کتاب قرآن کریم تمام جہان
کیواسطے ہے اور قیامت تک یہی کتاب ہے جسکی تمام دنیا کے واسطے ضرورت ہے کیونکہ اس کتاب میں
حسب ضرورت زمانہ مسائل موجود ہیں اور یہ کتاب حقایق و معارف قدسی نور سے بھرپور ہے اس کتاب
قرآن کریم میں تمام عالم کی پیشگوئی موجود الحمد للہ رب العلمین و رحمۃ للعلمین چنانچہ
یہ آیت اسطرف اشارہ دلاتی ہے اور ثبوت پیش کرتی ہے کہ یہ کتاب تمام دنیا کے واسطے اور ہر ایک
زمانہ کیواسطے ہے اسلئے بجز قرآن کریم کے اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں چنانچہ اب اسی کتاب کی ضرورت
ہے جو اپنے اندر تمام فیصلجات رکھتی ہے سو قرآن کریم میں تمام مسائل حق اللہ و حق العباد بالتشریح
و امر بالمعروف و احکامات امتناعی موجود ہیں اسلئے یہی کتاب ہے جسکی دنیا کو ضرورت ہے کیونکہ
یہ کتاب حکمت کی بھری ہوئی و کافی و شافی ہے ہر ایک روحانی امراض کے واسطے اپنے پاس
نور رکھتی ہے لیکن باوجود اس کامل کتاب رہنما کے ہوتے ہوئے دنیا گمراہی میں گر رہی ہے
سبب اس کا یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب نبوت کی دوری ہو جاتی ہے بندگان خدا غافل و
سست ہو جاتے ہیں اور عقیدہ نبوت دلوں سے مفقود ہو جاتا ہے اسوقت اللہ تعالیٰ کی
طرف سے دنیا کیلئے کسی راستباز کی ضرورت درپیش ہو جاتی ہے اسوقت اللہ تعالیٰ کیطرف
سے دعویٰ نبوت ہوتا ہے۔ جبکہ دنیا اس دعوی کو پسند نہیں کرتی اور اسوقت علما اہل اسلام
کا عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین کے حکم سے نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے اس کے علما اہل اسلام خود اسکا ہی
کام کرینگے۔ سو اسوقت سوچ لینا چاہیے کہ علما اہل اسلام کی حالت اس قابل ہے کہ ایسی گمراہی
کے زمانہ میں نبوت کی مسند پر کام کر سکیں اور اصل مقصد اسلام سے لوگوں کو واقف کریں۔
دراصل ادنیٰ طبقہ کے علما دین نے صرف مردہ شوئی کا کام لے رکھا ہے اور اعلیٰ طبقہ کے علما

نے یہ کام لے رکھا ہے کہ وہ تو مسلمانوں کو کافر کا فتوے دیتے رہیں جب کبھی کوئی رہنما بندہ
اللہ تعالیٰ کیطرف سے بذریعہ وحی کے دنیا میں کھڑا ہوتا ہے اس کو کافر کہہ کر بندگان
خدا بھڑکا دیتے ہیں اور مخالفت کیواسطے خود بھی مقابلہ کرتے رہتے ہیں حالانکہ جو مستجاب
اللہ تعالیٰ کیطرف سے دنیا کیطرف بھیجا جاتا ہے وہ بندگانِ خدا کو گناہوں سے ڈراتا ہے
اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا سبق دیتا ہے نبی کا انکار بڑے بڑے بزرگ اسواسطے کرتے
ہیں کہ انکی بزرگی میں فرق نہ آجائے اُن کو چاہیے کہ وہ اپنے دل سے تکبر و نخوت کو دل
سے نکالدیں در اصل اُنکے دلمیں چھپا ہوا خبث ہوتا ہے اسواسطے پاک سلسلہ نبوت سے
فائدہ نہیں اٹھا سکتے علماء اہل اسلام و تمام گدی نشینان کا اندر سے یہ حال ہو رہا ہے وہ
دنیا کی حرص و ہوا کے گرویدہ ہو رہے ہیں اور کثرت فرقہ بندیوں نے اسلام کی اصل شکل
کو بگاڑ کر صرف ظاہرداری بطور دیگر مذاہب کے بنا رکھا ہے اہل شیعہ اصحاب ثلاثہ کو بُرے
الفاظ ہی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور فرقہ خارجی حضرت علی اسد اللہ غالب کو بُرا جانتے ہیں
اور ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں جسقدر فرقہ ہائے اسلام میں ایک دوسرے کو بُرا کہتے
ہیں غرضیکہ اسلام کی اصل شکل مقدس و مطہر کا پر جہالت کا پردہ ڈال رکھا ہے غرضیکہ اسلام کو
اُس رنگ میں پیش کرتے ہیں جو کتاب الٰہی کے سراسر خلاف ہے اسیطرح احمدی فرقہ وجود
ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے لیکن مامور [illegible] کے بعد احمدی جماعت کے
دو گروہ ہو گئے ہیں ایک طرف لاہوری جماعت وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت سے
صاف منکر ہیں احمدی جماعت میں اسوقت خلافت کے پانچ چھ آدمی دعویدار ہیں
اور باہم کشمکش و رنجش مخالفت بھی ہو رہی ہے ۔۔ احمدی جماعت میں صدہا خیالات
پیدا ہوگئے ہیں اور یہانتک تنازع رہا کہ جابجا ایکدوسرے کو طعن و تشنیع کرتے ہیں کالموں
کے کالم لکھ کر سیاہ کردیئے ہیں اور احمدیت کے خالص سچے سلسلہ کو خاک میں ملا دیا ہے
احمدی جماعت کے لوگ تارک الصلوٰۃ ہو گئے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے دست
مبارک سے بیعت کی تھی وہ بیعت کے شرائط توڑ پھوڑ دیئے ہیں اسوقت احمدی جماعت کے
سلسلہ کی شکل مثل پہلی گدیوں کے ہوگئی ہے یہ برائے آئندہ کسی رہنما کے آنے والے کو پسند
نہیں کرتے اور اور لوگ بھی عقیدہ نبوت کو مانتے ہیں اور کچھ منجملہ انکار کرتے ہیں حضرت
احمدیوں کیواسطے اللہ تعالیٰ کیطرف سے آزمائش کا موقعہ آگیا ہے سو اللہ تعالیٰ آئندہ انکو
ماننے والوں میں شمار کرے اور وہ انکو حق کے ماننے کی توفیق بخشے۔ اور انکو قرب [illegible]
جگہ دے تاکہ اس سلسلہ کے لوگ انکار سے بچ جائیں اور یہ دیکھنا ہے کہ [illegible]
سلسلہ متواتر چلتا رہا اور اب کیوں بند ہو سکتا ہے سلسلہ نبوت اب [illegible]

ہوا اور جس مقصد کیواسطے یہ سلسلہ نبوت قایم ہوا تھا اب اللہ تعالی کیطرف سے دنیا کو سلسلہ
رسالت کی ضرورت ہے یا نہیں یاد دلایا جاتا ہے پہلے انبیاء کو حکم ملا کہ بت پرستی و شرک
کیا جائے اور اللہ تعالی کی عبادت کیجائے چنانچہ حضرت ابراہیم کے وقت بت پرستی چاروں
طرف ہو رہی تھی اور حضرت موسیٰ کے وقت بھی ہو رہی تھی اور بت پرستی عقیدہ پھیل رہا تھا
اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں بت پرستی کا بہت زور تھا اور ادر خیالات لوگوں کے
دلوں میں جمے ہوئے تھے چنانچہ اسوقت چاروں طرف بت پرستی ہو رہی ہے اگلے زمانہ سلف
کا مطابق ہے اور عقیدہ نبوت کا دلوں سے مفقود ہو گیا ہے اور ہر زمانہ میں بت پرستی
ہو رہی ہے اور ہر مذہب ملت کے لوگ شرک میں گرفتار ہیں اور باریک در باریک شرک
ہو رہا ہے اور جب سلسلہ نبوت کی دوری ہو جاتی ہے صرف اسلام میں توحید برائے نام رہ
گئی ہے اعلی طبقہ کے علماء اہل اسلام اپنے اپنے گروہ میں خانہ نشین ہو رہے ہیں اور دوسرے
مذاہب اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اور دجال بھی اندر ہی اندر کام کر رہا ہے جو فرقہ مدعی ہے
کہ ہم دنیا میں اشاعت اسلام کر رہے ہیں اسوقت مسلمانوں کے منہ کی باتیں رہ گئی ہیں بتلاؤ
وہ کون ہے تم سے جو ہر وقت اسلام کا غم کھاتا ہے بتلاؤ وہ کون ہے جو اسلام کیواسطے دعائیں
مانگتا ہے وہ کون ہے تم میں سے جو رات کو اسلام کا غم کھاتا ہے اور اسے فکر میں نیند نہیں
پڑتی مسلمانوں کو ایسی بے اتفاقیوں سے بچنا چاہیے اسلامی سلطنتوں کو دیکھو ایک دوسرے
سے الگ الگ ہیں وہ کیسے مسلمان ہیں جو ایک دوسرے کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے علماء اہل
اسلام میں آپس اندر جا بجا مباحثے ہو رہے ہیں اور جا بجا ایک دوسرے کو کافر کا فتوی
دے رہے ہیں ایکدوسرے کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں باہم مسلمانوں میں بباعث فرقہ بندی
کے کسی قسم کا میل جول نہیں رہا ایکدوسرے سے دور ہی دور پھرتے ہیں اسلام میں سے سب
تعلقات ٹوٹ کر اسلامی اخوت وحدت ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے مکہ والے ہماری اسلام میں ایک
کے طور گنے جاتے تھے جہاں تک ایک ہی مذہب ایک ہی رسول ہے عربوں و ترکوں میں کینہ و بغض
کی آگ بھڑک رہی ہے چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی - پھر جابہ ترکوں و عربوں میں یہ
حال ہو رہا ہے مسلمانو! بتلاؤ کیا اب بھی اللہ تعالی کیطرف سے کسی مصلح کی ضرورت ہے یا نہیں
یہ بغداد وغیرہ وغیرہ گدی نشینان و باشندگان شرابخوری میں اور طرح طرح کی بدکرداریوں
میں فاسقوں منافقوں مشرکوں کا نمونہ دکھلا رہے ہیں چاروں طرف جس طرف مسلمانوں کو
دیکھو کسی نہ کسی ناشائستہ حرکات میں گرفتار ہیں اعلی سے ادنی تک یہی حال ہو رہا ہے غرضکہ
تمام دنیا شرک و بت پرستی سے ملوث ہے اب اہل اسلام بھی مثل یہود و نصاری کے اپنا نمونہ دکھلا
رہے ہیں [illegible] قابل رونے کی بات ہے اور تعجب ہے [illegible]

نہیں ہوتا۔ لیکن حاذق طبیب کار آزمودہ و تجربہ کار جس سے بیماری کی تشخیص کر لیتا ہے اور بیماری
کیواسطے علاج بھی بیان کر دیتا ہے۔ اور بباعث بندہ ہائے بابند ہلاکم کی شرارتوں میں شوخ و بیباک ہو
رہے ہیں اسواسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی مصلح کی ضرورت ہے جو خاص وحی کے ذریعہ بندگان خدا کو
اللہ تعالیٰ کیطرف توجہ دلائے اور تقویٰ و طہارت و تزکیۂ نفس کی تعلیم دے اور ہر رنگ میں زمانہ حاضری
کیواسطے تقریب کرے چنانچہ اسوقت دنیا میں چاروں طرف فساد و فتن و ظلم کا شور ہو رہا ہے اور
ظلم و تعدی کا دور چل رہا ہے بند ہو جائے اور از سر نو دنیا میں روحانی سلطنت کی تسلط پر قائم و
مضبوط ہو جائے اسلئے ہر مذہب و ملت کے دوستوں کو اس طرف مبذول خاطر کرنا چاہیے کہ جبکہ دنیا
یہ حال ہو رہا ہے پھر کیوں رسالت نبوت کی ضرورت ہے بلکہ اشد ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف
کوئی راستباز آ کر دنیا کو اصلاح دیکر دے۔ لہذا مختصر طور حالات ضرورت زمانہ ثبوت بیان
کر واضح کیا جاتا ہے کہ عرصہ ۲۰ سال سے اس عاجز کو الہام الٰہی کا شرف حاصل ہے اس عاجز کی
بہار پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور ابتک ایک ایک کی شہادت موجود ہے اور اس عاجز
راستبازی کی شہادت موجود ہے بہت دوستوں میں عرصہ چار سال ۔ کا ہوا اللہ تعالیٰ نے حکم
دیا ہے کہ الہام پر بس نہ کر آگے آ۔ مجھے سلطان العارفین کا درجہ دیا گیا ہے اور آگے ولایت در
نبوت کا وعدہ موجود ہے اور تقویٰ سے آگے ایک مقام ہے جہاں انسان مجھ سے ہم کلام ہوتا
اور اب بھی تازہ بتازہ نشانات ظہور میں آ رہے ہیں قل انما انا نذیر مبین ابلغکم
رسالت ربی و نصحت لکم یا ایھا الصدیق یوسف موسیٰ و عیسیٰ و یحییٰ و اسمعیل
سلیمان و ذوالکفل یسع شعیب داؤد زبورا یعقوب و یونس و الیاس و
ابراہیم و اتینا فرقان الحمید من ربک و حینا ایات الکتاب بالحق۔ یا ایھا الصدیق
یوسف و انت یوسف خبردار ہو جا نبوت ایک سلسلہ نورانی بارش کا ہے جسمیں انسان حکمت
شان نبوت میں کوئی نیا رنگ نہیں دکھلائیگا جو پہلی صراط مقرر کی گئی ہے اسی صراط پر زمانہ
انتشار رہیگا سلسلہ نبوت میں تو منضبط ہو جا۔ اور آئندہ تو ہوشیار ہو جا سلسلہ نبوت میں تو
بندگان خدا کو تقویٰ کیطرف بلا بلا کر میری طرف لے آ۔ تا تو نصرت پائے بعد عوائق
ابلغکم رسالت ربی و نصحت لکم یا ایھا الصدیق یوسف انت یوسف یا ایھا
ابلغکم رسالت ربی و نصحت لکم قل انما انا نذیر مبین اول تو ایمان لے آ
اس طرف سے بھی سمجھ علمی نبوت کا فرض ہے میدان میں نکل پڑ سے اب حکم دیا جاتا ہے کہ
رنگ تقویٰ آسمان پر چلا گیا ہے اسواسطے لوگ لاپرواہ و شوخ ہو گئے ہیں اب کسی کو
خوف نہیں ہے لیکن حق پھیل کر رہیگا لوگ ہر چند زور لگا بیٹھینگے لیکن حق کو روک نہیں ہے۔
[illegible] سکے اگر پڑے [illegible] اور قوم [illegible] سے گر کر پیچھے چلی گئی ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا [illegible] کا کام

ہے کیونکہ تاریکی سے باہر نکالنا زبردست انسان کا کام ہے تو ابراہیمی نسل ہے تو خاندان
نبوت سے ہے اس لئے تو بھی اسی مرتبہ پر قدم رکھ هذا القرآن دعوت الحق بار بار
دل و جان سے کوشش کر کہ جس سے نتیجہ پیدا ہو نبوت کا درجہ اسی واسطے دیا گیا ہے تو لوگوں
کے دلوں میں توحید بٹھا دے۔ مسلمان سوتوں کو جگا دے۔ اگر جاگتے ہیں تو اٹھ کھڑے
ہوں اور اگر کھڑے ہیں تو چل پڑیں قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا
فان اللہ لا یحب الکافرین۔ انت منی تو مردن فقد اطاع اللہ نبوت کا سلسلہ
جو ہے اس میں مصیبت کا سامنا ہے انتخاب کرکے جو نبوت کا درجہ دیا گیا ہے نبوت اس کو
دی جاتی ہے جو اس قابل ہوتا ہے ہرگز ہرگز غافل نہ ہونا انت بشیر و نذیر ڈرا کہ دے
لوگو بچ جاؤ جہنم بڑا سخت ہے فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون اولئک
الذین کفروا بایتنا ولقائہ حبطت اعمالہم فلا نقیم لہم یوم القیامۃ اولئک
اصحب النار ہم خالدین فیہا واتقوا اللہ ان کنتم مومنین انت رسول من
الرب العالمین نبوت واقعی صحیح درست ہے۔ یا ایہا النبی ثم جاءکم رسول منکم
تو محروث باللہ جب تو قرب میں آتا ہے رحمت نازل کرتا ہوں تیرے سر پر ظل الٰہی رہتا
ہے تیرا استقام بلند کیا گیا ہے جو لوگ تیرے لئے پیار کرتے ہیں وہ خاص کئے جائیں گے۔
تو کہتا جا تو بس نہیں میرا علم سمندر بہ رہا ہے۔ تو میرے نزدیک ہے تو مبارک ہے
تو نور خود شگفتہ ہے تیرے مقام کو کسی نے شناخت نہیں کیا نبوت اختیار ماست ہر کہ پسند
میدہم رجال منکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی ہر کہ اورا قبول میکند بدرگاہ
قبول شود۔ ہر کہ منکر میشود اورا از درگاہ دور انداختہ از فاسقان شمارم و لعنتی میشود
این کسے کہ مدعی نبوت میکند از ماست ان را کہ قبول میکند از قعر تاریکی بیرون [illegible]
لوگ میرے رستے میں گھبراتے ہیں وہ کامل نہیں ہوتے تو بھی قدم پیچھے نہ رکھ۔ بلکہ آگے بڑھ
موسیٰ نے بڑے بڑے مجاہدے کئے تب رتبہ پایا اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے آپ کو مار کر دکھا دیا تب اس کو میں نے بلا لیا ابراہیم کا نمونہ یاد رکھ۔ فاتبعوا ملۃ
ابراہیم حنیفا۔ نبوت کے معنی آسمانی حکم ہے حکم یعنی نورانی طاقت نبی بذات خود
تشریح نبوت اس کے سینہ میں رکھدی ہے۔ نبی جو مدعی نبوت ہوتا ہے وہ میری
طرف سے ایک آیات ہوتا ہے آسمانی حکم لے کر آتا ہے نبی نفوس کی طرف بلاتا
نبی خس و خاشاک سے پاک ہوتا ہے وہ اسلامی جھنڈا لے کر کھڑا ہو جاتا ہے نبی لوگوں
کو میری طرف بلاتا ہے نبی خاص توحید پر کھڑا کرنا چاہتا ہے نبی تاریکی سے نکال

روشنی میں لاتا ہے چونکہ لوگ گمراہی میں گرفتار ہو سکتے ہیں وہ مخالفت پر آمادہ ہو
جاتے تھے یا نبی ہر چند صداقت پیش کرتا ہے لیکن محمد کی بات نہ
مانی گئی۔ اب پہلے سے گمراہی کا زمانہ ہے دجال اندر ہی اندر کام کر رہا ہے اور اسلام
منہ کے بل گر پڑا ہے مسلمانوں ہوش کرو مخالفت سے باز آؤ۔ منہ کی کھا کر یا زاد اگے
یہ سلسلہ از سر نو اس واسطے شروع کیا گیا ہے کہ تم بچ جاؤ۔ لوگو مخالفت سے رک
جاؤ۔ اب بھی تم پر رحمت کی گئی ہے۔ میرے حکم میں کسی کو دخل نہیں ہے۔ جس کو چاہوں
نبوت کا مرتبہ دے دوں۔ محمد کی نبوت کی طرف دیکھ لو۔ بڑے
بڑے سردار مکہ کے ردی کر کے پھینک دیئے گئے۔ وہ میرے قرب سے دور دور
روی ہو چکے تھے۔ ان کو تکبر و نخوت کے سبب کینہ بھڑک اٹھا۔ انھوں نے ناحق
مخالفت کیا اس لیے وہ ہلاک ہو گئے۔

بچ جاؤ۔ سبقت لے جاؤ۔ میرے قہری نشانوں سے بچو۔ میں ہر زمانہ میں ایک نیا
رنگ کھلاتا ہوں۔ نبوت کچھ تعجب بات نہیں ہے میری مرضی ہے جس کو چاہوں
نبوت کا مرتبہ دے دوں۔ میں خود آزماتا ہوں۔ یہ شخص میرے حکم میں بے نظیر
ہے۔ اس کو بار بار حکم دیا گیا ہے۔ یہ تقوے کی طرف بلاتا ہے۔ اگر تقوے
منظور نہیں ہے تو آؤ جنگ کرو۔ زمانہ رحمت کی علامت نظر ڈالو۔ آخر وہ ہلاک
ہو گئے۔ تم بھی اندازہ کر لو۔ تقوے میں بڑھو۔ تاکہ آسمانی بادشاہت کا علم
تم پر کھول دیا جائے۔ اگر تم مخالفت کرو گے تمہارے لیے حکم نازل کیا جائے گا۔
جو ذلت کا موجب ہو گا یہ حکم تشریح میری طرف سے ہے۔ محمد کو قوم
نے ستایا۔ آپ کوہ حرا میں جا کر دعا مانگتے رہے۔ بعد نشانوں کا حکم ہوا یونس
نبی کی طرف دیکھ لو۔ آخر وہ رحیم دل تھا باز آ گیا یہ وقت ہے لوگو بچ جاؤ۔
میرے عذاب سے بچو۔ رحمت الٰہی کا زمانہ ہے۔ ھذا القرآن دعوۃ الحق
الحمد للہ لا الہ الا ھو واحدہ لا شریک لہ خلق السموات والارض
وھو علی کل شئ قدیر واللہ خیر الماکرین۔ میرے حکم میں کسی کو دخل نہیں

میں دنیا کی اصلاح کے واسطے حکم دیتا ہوں۔
فیها جمعۃ کثیرا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ جو لوگ میرے حکم کے
آگے سر نہیں جھکاتے وہ ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں۔ ملک الموت آئے گا
تب پتہ لگ جائے گا۔
ادھیفا الیات الکذب بالحق واتقوا اللہ ان کنتم مومنین۔ یہود و نصاریٰ

کے بعد اس سلسلہ نبوت کا بالکل خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور براے آئندہ ترقی سلسلہ
نبوت کے بالکل بند ہو کر دروازہ ترقی اسلامی براے آئندہ بند ہو چکا ہے۔ سو اس
آیت خاتم النبیین کے بالمقابل پارہ اول سورہ بقر کی آیت پیش کی جاتی ہے
وہ یہ ہے۔ ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذر
ھم لا یؤمنون۔ ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم
غشاوة و لھم عذاب الیم۔ غرض و اصل مطلب و مقصد یہ ہے۔ تحقیق
جو لوگ کافر ہوئے برابر ہے کیا ڈرائے تو اُن کو یا نہ ڈرائے تو اون کو نہیں
ایمان لاویں گے۔ اس واسطے بسبب ضد و کینہ عناد و اختلاف و مقابلہ کرنے
رسول کے۔ اللہ تعالے نے اون کے دل و کانوں پر مہر لگا دی۔ چنانچہ کان
و آنکھ دل کے ماتحت ہیں اس واسطے وہ بجز حکم دل کے کام نہیں کر سکتے۔
کیونکہ اول دل کا انکار ہوتا ہے۔ حق نہ قبول کرنے کے باعث اوس پر اور بھی
پردہ سیاہی کا پڑ جاتا ہے اور جب انسان کی روحانی بصیرت و شنوائی جاتی
رہتی ہے۔ تب وہ حق کے دیکھنے سننے سے عاری ہو جاتا ہے وہ خود اون
سے کام نہیں لیتا۔ اور مثل اندھوں کے اور بہروں کے گویا چپ چاپ بیٹھ
جاتا ہے۔ اسی طرح بہت لوگ ہیں جو نئے واقعے پر بغیر سوچنے کے انکار
کر بیٹھتے ہیں اُن کے اندر نخوت و تکبر کی مرض ہوتی ہے وہ دیدہ و دانستہ
حق کو قبول کرنا پسند نہیں کرتے۔ سو اللہ تعالے کے نزدیک سب کے سب
کفر کے نیچے دبے جاتے ہیں۔ اس واسطے وہ لوگ اللہ تعالے سے دور رکھے جاتے
ہیں۔ چنانچہ کفر کی مہر اس واسطے اُن کے کانوں اور آنکھوں پر لگ جاتی ہے
اور اندر سے بے شکر ہوتے ہیں بلکہ وہ کسی راست باز پر ایمان لانے کو [illegible] جاتے
ہیں۔ اور ایسے راستبازوں کی ضد سے سخت مخالفت ہوتی ہے اور ایسے
لوگوں کے دل و کان پر مہر لگ جاتی ہے۔

اصل غرض یہ ہے مہر سے مراد ہے۔ وہ بے شک کافر ہیں لیکن اگر وہ نادم
ہو کر اللہ تعالے کی حضور رجوع الی الحق کریں۔ اور سچی توبہ کریں تو وہ
غفور رحیم ہے۔ کفر کی مہر ٹوٹ سکتی ہے۔ چنانچہ بہت لوگ اسلام کے دشمن
تھے پھر وہ ذرہ بھر داخل اسلام ہوئے۔ اور حد درجہ اسلامی ترقی کے واسطے باعث
عزت سے تا خون تک [illegible] لگا کر جانفشانی دکھائی [illegible]
قرآن کریم وہی شریعت اسلام ہو سکتے۔ ہم اس واسطے لگائی جاتی ہے جو

نبیوں کے منکر ہوتے ہیں۔ اُن کے اوپر کفر کی مہر لگائی جاتی ہے۔ اسیطرح ہر زمانہ
کے نبی کے منکروں پر کفر کی مہر لگ جاتی ہے۔ اور یہ مہر محض اللہ تعالیٰ کی ناراضگی
کے سبب مہر لگائی جاتی ہے۔ پھر پارہ ۲۲ میں آیت فقرہ خاتم النبیین کے مفہوم
ہی ملیتے ہیں۔ نبوت پر بھی مہر لگادی گئی۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
آچکا ہے۔ اس لئے سلسلہ نبوت پر مہر لگ گئی ہے۔ اور برائے آئندہ نبوت
کا خاتمہ ہوچکا ہے۔ جب اس پر غور کیا گیا ہے اول کفر پر مہر لگادی گئی کہ سلسلہ
نبوت کو کفر روکتا ہے۔ اور پھر وہی مہر سلسلہ نبوت پر لگائی جاتی ہے اوپر کفر پر
اس واسطے مہر لگادیگئی تھی کفر سلسلہ نبوت کا دشمن ہے۔ پھر وہی مہر نبوت کے
خاتمے کے لئے لگادیگئی ہے آئندہ یہ سلسلہ نبوت بند کردیا جائے۔ دوسرے
لفظوں میں یعنی سلسلہ نبوت کا دروازہ ہی بند کردیا جائے۔ سو یہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے عجیب فیصلہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو کفر کے اوپر ڈگری دیتا
ہے۔ پھر اُسی فیصلہ میں سلسلہ نبوت کا خاتمہ کرکے اُس کے بند کرنے کا بھی حکم دیتا
ہے۔ اس فیصلہ سے پایا جاتا ہے کہ کفر و باطل کے مقابلہ میں دین حق کے اوپر
بھی ڈگری کردی ہے۔ کہ دین حق کو بند کردیا ہے۔ اس دقیقہ دسعتہ کو کوئی سمجھ
لے۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ ایک شاخدار مقدس کتاب میں ہمارے علماء کے خیال
مبارک سے گڑبڑ ہو رہی ہے۔ جب ہم قرآن کریم کے دلائل جو بین طور ہیں۔ یہ
عرض نہیں ہے۔ کہ ہمارے علمائے اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ جب کہ اپنی طرف سے
قرآن کریم کو ایک کامل کتاب پیش کرتے ہیں اُن کے خیال کے مطابق وہ سراسر
غلط ہے۔ اور اپنے ہی خیال سے اس کتاب پر جابجا اعتراض کرتے ہیں۔ جبکہ
اول کفر پر مہر لگائی جاتی ہے۔ پھر وہی مہر نبوت پر جو دین حق کی ہمیشہ کے
واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستقل طور پر قائم کیگئی ہے لگائی جاتی ہے۔ کہ نبوت
کا بالکل خاتمہ کردیا جائے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ باطل و کفر کو دین
حق کے اوپر ڈگری دیگئی۔ پہلے بھی اہل اسلام کا عقیدہ ہے خاندان بنی اسرائیل
کی نبوت محض ناراضگی کے سبب چھینی گئی ہے۔ کیونکہ خاندان بنی اسرائیل منکر ہوگئے
کا انکار کیا تھا ہمارے علمائے اہل اسلام کے اس عقیدہ سے حضرت محمد صلعم کے اوپر دھبہ
لگتا ہے اور سخت اعتراض ہوتا ہے۔ کہ آدم سے لیکر آنحضرت تک سلسلہ چلتا رہا لیکن
آپکے وقت کیوں سلسلہ نبوت بند ہوا۔ یہ اہل اسلام کا عقیدہ سراسر غلط ہے حضرات اہل اسلام اپنا
عقیدہ پیش کرتے ہیں کہ امت محمدیہ سب امتوں سے بہتر ہے۔

سو پہلی اُمتیں تو مسلسل بذریعہ نبوت کا مرتبہ اللہ تعالیٰ سے پاتے رہے ہیں۔ لیکن حضرت محمد رسول
صلی اللہ کی اُمت کیلئے یہ مرتبہ مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اور سب کے سب محروم ہو رہے
ہیں۔ ہمارے علماء اہل اسلام کے عقیدے سے یہ امر اس طرف منتشر ہوتا ہے یا تو اوستاد
انکا ہی کامل نہیں ہے۔ یا اسلامی سطح کی طرز صورت موزون نہیں ہے۔ کوئی ایک بھی امت
میں سے نبوت کے مرتبہ پانے کو پاس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت موسےٰ کی تعلیم کے نیچے لوگ
کامیاب ہو کر سلسلہ نبوت کا پاتے رہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ کی امت اس
شرف نبوت سے بالکل محروم ہو کر مایوس رہ جائے۔ حضرت ابراہیم کی دعا سے انکے
خاندان میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا۔ اور محمد رسول اللہ تک آپہونچا۔ اور حضرت
زکریا کی دعا سے حضرت یحییٰ کی بشارت دی گئی۔ غرضیکہ توریت کی تعلیم کی پیچھے لوگ مرتبہ
نبوت تک پہونچ جاتے رہے۔ پھر ابتداء سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ تک سلسلہ نبوت
مسلسل ذریعہ جاری رہا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمت العالمین اور جو
آخری ایک کامل کتاب لائے۔ ان کے وقت میں یہ سلسلہ نبوت بند ہوا۔ نیز علمائے
یہود و علماء عیسائی صاحبان کا یہی خیال ہے۔ حضرت موسےٰ ایک شاندار نبی آچکا۔ اور
ایک توریت نور فرقان کتاب لایا ہے۔ کسی نبی کی آئندہ ضرورت نہیں ہے اور
نہ کسی کتاب کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کتاب منجانب اللہ نہیں ہے۔ اور محمد رسول
اللہ صلعم کا دعوے رسالت بالکل افترا ہے۔ اسی طرح حضرات علمائے اہل اسلام بھی
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے بعد بباعث اپنے غلط عقیدے کے آئندہ کیلئے
سلسلہ نبوت کو امر ممنوع و غلط قرار دیتے ہیں۔ اور اسلامی ترقی کو رد کرتے ہیں۔ اور یہ
خود ہی لوگوں کو سمجھاتے ہیں۔ غیر المغضوب علیہم و الضالین سے یہود و نصاریٰ
کے حق میں ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہی نبیوں کا انکار کیا تھا۔ یہودیوں نے تو مسیح
ناصری و محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا انکار کیا۔ اسی طرح قوم نصاریٰ نے بھی ان
حضرت کا انکار کیا۔ اُمت موسوی و عیسائی و اہل اسلام کا انکار نبوت میں ایک
ہی پہلو و رنگ ہو رہا ہے۔ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ ۲۳ سال اصحابہ کو اس حکم سے
آگاہ کرتے رہے۔ جس کی اصل تعلیم و مقصد یہی ہے۔ کہ آپ کے بعد آنے والے انبیاء کا
انکار نہ کیا جائے۔ حالانکہ غیر المغضوب علیہم و الضالین یہود و نصاریٰ سے اور
تمام مخالفین اسلام کے حق میں آچکا تھا۔ پھر اہل اسلام کو اسی آیت کی بار بار نمازوں
میں پڑھنے کی غرض کیا ہے۔ فی الحقیقت اس میں یہی غرض ہے۔ کہ امت محمدیہ بھی
یہود و نصاریٰ کی مثل آئندہ سلسلہ نبوت کا انکار نہ کرے۔ جیسے آئندہ آنے والے

ضرورت ہوتا ہے - اور جب نبوت کا دور ظہور ہونے والا ہوتا ہے - تبھی از دنیا بگڑ کر خانہ
جنگیاں و خونریزی میں مصروف ہوتی ہے - اور بڑے بڑے شرمناک جرائم کی مرتکب ہوتی
ہے - جیسا ضرورت نبوت ہوتے ذکر کیا گیا ہے - وہ اس زمانہ میں اس وقت پورا پورا
ظہور میں آ رہا ہے - ہر ایک مذہب کے پیشوا غافل و سست ہیں - مشاہدہ سے ہو رہا
ہے - اس وقت علمائے اہل اسلام کے فرزندان خلف مولوی عالم کا پاس کر کے دنیا طلبی
میں گرفتار ہیں - بکثرت اہل اسلام انگریزی داں خود اسلام پر اعتراض کرتے ہیں - وہ اسلام
سے غافل ہو کر بیدین ہو گئے ہیں - در اصل تمام مذاہب کے پیشرو طالب زر و سیم
ہو رہے ہیں - گویا دنیا پکار رہے ہیں - اور دنیا کے لئے مر رہے ہیں - اس وقت تمام
اشیاء گراں بہا ہو گئی ہیں - صرف ایک ہی چیز ارزاں ہے - اسکا کوئی بھی خریدار نہیں
ہے - وہ پاک مذہب اسلام ہے - اس لئے اس وقت سلسلہ نبوت کی سخت ضرورت ہے
علاوہ اہل اسلام بالکل غافل و سست ہیں - اشاعت اسلام کی کوششوں میں ٹھیک نہیں
ہے - ہر گوشہ عالم میں یہی حال ہو رہا ہے - تمام مذہب مردہ ہو چکے ہیں - اس وقت
اسلام ہی زندہ مذہب ہے - جو روشن آفتاب کی مانند چمک رہا ہے - چنانچہ اس سے
آگے بھی اس کا روشن نور چمکتا رہے گا - اور آنے والی نسلوں کو اپنے روشن نور سے
منور کرتا رہیگا - اور اپنے سچا مذہب ہونے کی وجہ سے دنیا کو اپنی طرف بلاتا رہیگا
تمام مذاہب جس قدر روئے زمین کے اوپر موجود ہیں - سب میں ترقی کا دروازہ
بند ہو چکا ہے - چنانچہ اس وقت صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے - تمام مذاہب
کے لوگ خود گواہی دیتے ہیں - وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے - لیکن اسلام اس نور
کی طرف بلاتا ہے - تمام مذاہب سے توحید جاتی رہی ہے - اب یہ نور صرف اسلام میں
رہ گیا ہے - تمام مذاہب والے شرک میں گرفتار ہیں - لیکن اسلام بوجہ کیفیت توحید کی
مثل صاف و شفاف ہے - جس کے دیکھنے سے اپنی حالت کو روشن کر سکتا ہے - کہ حق
کون مذہب ہے - تمام دروازے بند ہو چکے ہیں - اب صرف اسلام سے نقد سودا
ہو سکتا ہے - یہ جو کچھ یہ عاجز اسلام کی فضیلت و عظمت بیان کر رہا ہے - یہ جو کچھ صرف
قصہ کی باتیں نہیں ہیں - بلکہ الہام وحی کا شرف حاصل ہے - اور آئندہ کے حالات
ظاہر کئے جاتے ہیں - اور سوال کا جواب بھی ملتا ہے - اور روز مرہ
پیشگوئیاں ظہور میں آ رہی ہیں - اہل اسلام کہتے ہیں - اب اگر کوئی نبی آجائے کے دعویٰ
ہے - تو خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ جاتی ہے - لیکن اہل اسلام اپنی زبان سے
کہتے ہیں - کہ مسیح تا حال زندہ آسمان پر چلا گیا ہے - جو واپس آ کر قرآن کریم